تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

اطرافُ الارض

(اَطراف، اقطار اور آفاق کے الفاظ)

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (السجدہ:17)

اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدّعا
جنّت بھی ہے یہی کہ مل یارِ آشنا

(درثمین)

معزّز سامعین! دنیا میں چار اطراف مشرق و مغرب اور شمال و جنوب پر دو تقاریر خاکسار تیار کر چکا ہے۔ جن میں قرآن کریم کے حوالے سے اِن چاروں سَمتوں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ چونکہ جنوب سمت کے لیے قرآن شریف میں "یَمِیْنٌ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کا ذکر ہم تقریر نمبر 2 میں کر آئے ہیں۔ تاہم "جنوب" اور "جنب" مادّہ سے نکلنے والے دوسرے الفاظ قرآنِ کریم میں جو استعمال ہوئے ہیں۔ اُن کی تفصیل میں جانا ضروری ہے۔ نیز چاروں سَمتوں کے لیے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ وہ اطراف، آفاق اور اقطار ہیں جن پر بھی بحث ضروری ہے۔ اس لیے تقریر نمبر 3 لے کر حاضرین کے سامنے حاضر ہوں۔ سب سے پہلے "جنب" سے ملتے الفاظ کو لیتے ہیں۔ یہ الفاظ کروٹ، سائیڈ اور جانب کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ آئیں! سب سے پہلے "جنوب" لفظ کو لیتے ہیں جو چار دفعہ قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ سورۃ آل عمران آیت 192 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ کہ وہ لوگ کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جُنُوْبِهِمْ سے مراد اپنے بستروں پر لئے ہیں۔ سورۃ التوبہ آیت 35 میں سونے چاندی اکٹھا کرنے والوں کو عذاب والے دن اُن کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پٹھوں کو داغا جائے گا۔ نیز سورۃ السجدہ آیت 17 کو ہم اللہ تعالیٰ کی نفلی عبادات میں پیش کرتے ہیں۔ جس کی تلاوت مَیں تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (جبکہ) وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے پسلیوں کا ترجمہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"الگ ہو جاتی ہیں اُن کی پسلیاں، اپنے بستر سے ربّ ربّ کہتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 383)

سورۃ النساء میں جُنُبٍ، جَنْبِ اور جُنُبًا کے الفاظ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ آیت 37 میں عزیز رشتہ داروں سے احسان سے پیش آنے کی تلقین ملتی ہے۔ اُن میں وَالْجَارِ الْجُنُبِ یعنی رشتہ دار، ہمسائیوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس حوالہ سے فرمایا ہے کہ "اِس میں مذہب کی قید نہیں" اور وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ کہ غیر رشتہ دار (بے تعلق) ہمسایوں سے، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اِس کے تحت تحریر فرمایا ہے۔ ایک سیٹ پر بیٹھنے والے، ساتھ کے دکاندار،

ہم نشین، ہم عہدہ، ہم محکمہ، ہم دفتر، ایک آقا کے دو غلام، ایک جہاز یا ریل کے سوار، کلاس فیلو، ہم پیشہ اور رفیقِ سفر (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 22) اور آیت 44 میں جُنُبًا کے الفاظ "جُنبی" کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں کہ جُنبی حالت میں نماز کے پاس مت جاؤ۔ سورۃ المائدہ آیت 7 میں اِنۡ کُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں کہ اگر تم جُنبی ہو تو غسل کر لیا کرو۔ سورۃ القصص آیت 12 میں جُنُبٍ کے معنی دُور کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

سامعین! جہاں تک "جَانِبٍ" کے لفظ کا تعلق ہے اسے اللہ تعالیٰ نے side کے معنوں میں لیا ہے۔ جیسے جَانِبَ الۡبَرِّ (سورۃ الاسرائیل:69) جَانِبِ الطُّوۡرِ (سورۃ مریم:53، سورۃ طٰہٰ:8، سورۃ القصص:30-47) جَانِبِ الۡغَرۡبِیِّ (سورۃ القصص:45) اور کُلِّ جَانِبٍ (سورۃ الصّٰفّٰت:9)۔ اللہ تعالیٰ نے نَاۡبِجَانِبِہٖ کے الفاظ دو دفعہ استعمال فرمائے ہیں۔ یعنی کنارہ کشی کرتے ہوئے دُور ہٹ جاتا ہے یا پہلو کتراتے ہوئے پَرے ہٹ جاتا ہے۔

پیارے بھائیو! جہاں تک اَطۡرَاف کے لفظ کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے طَرَف، طَرَفَیۡ اور اَطۡرَاف کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اِن الفاظ کے استعمال میں ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ اِن الفاظ کے استعمال میں نمازوں، عبادات اور تسبیحات کے اوقات کا ذکر ہے۔ جیسے سورۃ ہود آیت 115 میں ذکر ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ کہ دن کے دونوں کناروں یعنی صبح و شام نماز پڑھا کرو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے رات کے دونوں سِرے مراد لیے ہیں۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے صبح و عصر کی نمازیں مراد لی ہیں۔ (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 738)۔ سورۃ طٰہٰ آیت 131 میں دِن کے دونوں اطراف (دونوں کناروں) تسبیحات کرنے کی ہدایت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ترجمہ میں لکھا ہے کہ دِن کے سب حِصّوں میں بھی اُس کی تسبیح کیا کر اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اَطۡرَافَ النَّهَارِ کے تحت لکھا ہے کہ دن کے ڈھلنے سے پہلے اشراق و ضحیٰ اور بعدہٗ ظہر۔

"اطراف" کا ایک دلچسپ استعمال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دو جگہوں پر ایک ہی مضمون میں کیا ہے۔

فرماتا ہے:

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا (سورۃ الرّعد:42)

کہ ہم تو ملک کو اس کی تمام اطراف سے کم کرتے چلے آرہے ہیں۔

سورۃ الانبیاء آیت 45 میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

ہم اس آیت کو یا اِس مضمون کو جماعت احمدیہ کی فتوحات پر چسپاں کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ دشمنوں کی نسلوں سے لوگ کاٹ کر ہمارے میں شامل کرتا ہے اور پھر کس طرح ہماری روحانی زمین مسلسل بڑھ رہی ہے اور معاندین کی زمین گھٹتی جارہی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"ایک طرف تو ملک کے کنارے مسلمانوں کے ہاتھ آرہے ہیں۔ دوسری طرف صاحبِ اقتدار خاندانوں کے نوجوان اسلام لا رہے ہیں۔ جیسے عمرو بن عاصؓ، خالد بن ولیدؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ۔"

سورۃ الانبیاء آیت 45 کے تحت لکھا کہ:

"یعنی ملک کے کنارے اور نئی اولادیں مسلمانوں کے قبضہ میں آتی جاتی ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر حجّت تمام کرنے کے لئے ایک زبردست دلیل دی جارہی ہے کہ یہ عظیم الشان نبیؐ اور اس کے صحابہؓ کیسے مغلوب ہو سکتے ہیں جبکہ ان کی زمین بڑھتی چلی جارہی ہے اور ان کے دشمنوں کی زمین کم ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تسلّی دی گئی کہ بالآخر خواہ اسلام کی عظیم الشان فتح تُو اپنی آنکھ سے دیکھ سکے یا نہ دیکھ سکے ہم بہر حال تیرے دین کو سب دنیا پر غالب کر دیں گے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے "طرف" کے کیا ہی لاجواب معانی فرمائے ہیں:

"کیا اس وقت تم نہیں دیکھتے کہ نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا کیسے واضح طور پر پورا ہو رہا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے عظیم الشان لوگ "طرف" کہلاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک طرف ہو کر بیٹھتے ہیں اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے بعض سلیم الفطرت ہوتے ہیں وہ بھی "طرف" کہلاتے ہیں۔ یعنی تمہارے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے یا یہ کہو کہ ہر طبقہ اور درجہ میں سے جو عظیم الشان اور سلیم الفطرت لوگ ہیں وہ سب کے سب اسلام میں داخل ہو کر تمہاری جمیعت کو دن بدن کم کر رہے ہیں۔ غرض مامور من اللہ کا وجود ایک حجۃ اللہ ہوتا ہے۔ اس کی جماعت بڑھتی جاتی اور اس کے مخالف دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 427)

پھر فرمایا:

"تمہارے امراء اور غرباء کو تعلیم قرآن میں داخل کر کے تمہاری تعداد گھٹا رہے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 426)

مزید فرمایا:

"الارض سے جو معرّف بالف لام ہے خاص زمین والے یعنی اہل مکّہ مراد ہیں۔ مقصود آیت کا یہ ہے کہ باری تعالیٰ مکّہ کے رؤسا اور شرفاء کو نصیحت کرتا اور عبرۃً ارشاد فرماتا ہے "کیا انہوں نے (اہل مکّہ نے) نہیں دیکھا کہ ہم مکّہ والوں کے پاس آتے ہیں اور ان کی طرف کو گھٹاتے چلے آتے ہیں"

اطراف کے معنی سمجھنے کے لئے اس فقرے پر غور کرنا واجب ہے جو ابو طالب نے وفات کے وقت اپنی آخری اسپیچ میں کہا۔ وَهُوَ هٰذَا وَاَيْمُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى صَعَالِيْكَ الْعَرَبِ وَاَهْلِ الْاَطْرَافِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ النَّاسِ قَدْ اَجَابُوْا دَعْوَتَهٗ۔ اور خدا کی قسم! مَیں دیکھتا ہوں کہ عرب کے غریبوں اور اہلِ اطراف اور کمزور لوگوں کو۔ محمدؐ کے کہنے کو مان لیا ہے۔

اس اسپیچ میں ابو طالب گویا تمہارے رؤوسائے مکّہ کے روبرو اس آیت کی تصدیق کرتا ہے... اور کہتا ہے اے مکّہ والو! اہلِ اطراف نے تو اس کی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو مان لیا ہے اور تعلیم الٰہی اور کلامِ ربّانی کا اطراف میں آنا یعنی پھیلنا گویا خدا کا اطراف میں آنا ہے۔ حاصل کلام آیت یہ ہوا کہ کفّار کی تعداد کم ہوتی چلی جاتی ہے اور مسلمان دن بدن بڑھتے چلے جاتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 427)

اِسی مضمون کو یَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (سورۃ آل عمران:128) میں بھی کیا ہے۔

حضرتِ خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ایک دو خطبات میں بیان فرمایا ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ مخالفین سے حساب لینے کی ایک مثال پیش فرماتا ہے کہ ان مخالفین کو کس طرح ہم زمین کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر دن گواہ ہے کہ کس طرح اسلام آپ کے زمانے میں پھیلتا چلا جارہا تھا اور مخالفین کے پاؤں سے زمین نکل رہی تھی۔ مختلف شہروں کے امیر غریب اسلام میں شامل ہو کر اپنے آپ کو محفوظ حصار میں لا رہے تھے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مکہ بھی فتح ہو گیا اور عرب سے باہر بھی اسلام پھیل گیا اور پھر خلافتِ راشدہ میں اور بعد کے دور میں بھی اسلام پھیلتا چلا گیا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ یا تو لوگوں کے اسلام قبول کرنے سے اسلام مخالف طاقتوں کی زمین گھٹتی جائے گی یا اللہ عذاب اور آفات کے ذریعہ سے ان پر زمین تنگ کرتا ہے۔ ماضی میں بھی کرتا رہا ہے اور اب بھی کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔

اس مضمون کو ایک دوسری جگہ سورۃ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔ کہ

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (الانبیاء:45)

بلکہ ہم نے ان کو بھی اور ان کے آباء واجداد کو بھی کچھ فائدہ پہنچایا ہے یہاں تک کہ عمر اُن پر دراز ہو گئی۔ پس کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں؟ تو کیا وہ پھر بھی غالب آسکتے ہیں؟

اس میں اسلام کے لئے خوشخبری ہے۔ حقیقی مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے کہ مسیح محمدی کی آمد کے ساتھ اسلام نے دنیا کے کناروں تک پھیلنا ہے اور پھیل رہا ہے۔ پس ہماری تبلیغ تو ایک معمولی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسلام نے غالب آنا ہے۔ ان شاء اللہ

یہ جو سب زلزلے، طوفان، تباہیاں ہیں یہی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا ایک چکر چل رہا ہے۔ غلبہ ان شاء اللہ تعالیٰ اسلام کا ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ دکھانا ہے۔ کاش کہ مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر کا حصہ بننے کے لئے آپ کی جماعت کا حصہ بنیں اور آپ کے مددگار بنیں اور مخالفتیں ترک کر دیں۔ اس زمانے میں بھی جو آفات آرہی ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں ہیں۔ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اس کی تکذیب

کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں۔ جن میں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے **اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا** (الرعد:42)۔ یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"طاعون کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اکثر غریب مرتے ہیں اور امراء اور ہمارے بڑے بڑے مخالف ابھی تک بچے ہوئے ہیں۔ سنت اللہ یہی ہے کہ ائمۃ الکفر اخیر میں پکڑے جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے وقت جس قدر عذاب پہلے نازل ہوئے اُن سب میں فرعون بچا رہا۔ چنانچہ قرآنِ شریف میں بھی آیا کہ **اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا** یعنی ابتداء عوام سے ہوتا ہے اور پھر خواص پکڑے جاتے ہیں۔ اور بعض کے بچانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے آخر میں توبہ کرنی ہوتی ہے یا ان کی اولاد میں سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 200-201)

سامعین! "طرف" کے باقی الفاظ میں بیان حصّے کو چھوڑتے ہوئے ہم "اقطار" کے لفظ کی طرف بڑھتے ہیں۔ اقطار، قُطر کی جمع ہے جس کے معنی کنارے، حدود اور اطراف کے ہیں۔ اِس لفظ کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمٰن ایت 34 اور سورۃ الاحزاب آیت 15 میں بیان فرمایا ہے۔ سورۃ الرحمٰن آیت 34 کا ترجمہ یہ ہے:

"اے جنّ و اِنس کے گروہ! اگر تم استطاعت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکو تو نکل جاؤ۔ تم نہیں نکل سکو گے مگر ایک غالب استدلال کے ذریعہ۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس آیت کے فٹ نوٹ میں فرماتے ہیں:

"اس آیت میں یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ بیان فرمایا گیا ہے۔ جنّ سے جو عجیب و غریب مخلوق مراد لی جاتی تھی اُس کے متعلق تو اُس زمانہ میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ اَقْطَارُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے نکلنے کی کوشش کرے گی لیکن اِنس کے متعلق تو یہ تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ اَقْطَارُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے نکلنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں خاص طور پر قابل غور بات یہ ہے کہ صرف اَقْطَارُ الْاَرْضِ نہیں فرمایا بلکہ اَقْطَارُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرمایا ہے یعنی ساری کائنات کو ایک ہی چھلانگ میں پار کرنے کی کوشش کریں گے۔ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ سے مراد یہ ہے کہ وہ کوشش کریں گے مگر صرف مضبوط استدلال کے ذریعہ کامیاب ہو سکیں گے۔ یہی حال اس زمانہ میں ہے۔ زمین و آسمان پر غور کرنے والے سائنس دان بیس بلین روشنی کے سالوں تک دُور کی خبریں محض اپنے غالب استدلال کے ذریعہ معلوم کر لیتے ہیں۔ جسمانی طور پر اُن کے لئے یہ ناممکن ہے۔"

(ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ فٹ نوٹ نمبر 1)

پھر آپؒ نے فرمایا:

"انسان میں تو گز دو گز اونچی چھلانگ کی بھی طاقت نہیں تھی۔ کون سوچ سکتا تھا کہ بڑے لوگ بھی اور چھوٹے لوگ بھی اَقْطَارُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو پھلانگنے کی کوشش کریں گے۔ اس کوشش کا آغاز انسان کے چاند تک پہنچنے سے ہو چکا ہے اور اس سے بلند تر سیّاروں تک پہنچنے کی کوشش جاری ہے۔"

(تعارف سورۃ الرحمٰن صفحہ 974)

اطراف کے لیے آفاق کے الفاظ بھی سورۃ حم السجدہ آیت 54 میں استعمال ہوئے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں کہ ہم اِن لوگوں کو تمام اطرافِ عالَم میں بھی ضرور اپنے نشان دکھائیں گے اور خود اُن کی جانوں اور خاندانوں میں بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عنقریب ہم ان کو معمورۂ عالَم کے کناروں تک نشان دکھائیں گے اور خود انہیں میں ہمارے نشان ظاہر ہوں گے۔ یہاں تک کہ حق ان پر کھل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 245 حاشیہ 11)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)